باثارھم (جلالین صفحہ ۲۲۲) حوالہ دیا گیا ہے جہان پر یہ حکم ہوا کہ آنحضرت کی پیروی اور اطاعت کریں۔ قتادہ تابعی نے اسپر یہ قول خداوندی پیش کیا ہے کہ آپ اپنی خواہش نفس سے دین میں کچھ نہیں فرماتے جو کہتے ہیں وحی سے کہتے ہیں اور قرآن میں یہ رغبت دلائی ہے۔ کہ لوگ تمام مومنین کی راہ اختیار کریں۔ آنحضرت نے یہ بھی پسند کیا ہے کہ دوسرے لوگ اصحاب نبوی کی پیروی اختیار کریں۔ یہ اکابر اہل اسلام کی تفسیروں کی شہادت ہے۔ جس میں صاف بیان ہے کہ قرآن مجید کا تفصیل و بیان احکام ہونا اس معنی سے ہے کہ بیان و تفصیل حدیث بھی قرآن ہی تفصیل ہے تفسیر کبیر جلد ۵ کے صفحہ ۸۴۵ میں تفصیل کلشی کے اور معنے بھی کئے ہیں۔ *

اب ہم خاص چکڑالوی کی تفسیر سے اس مضمون کے اقوال نقل کرتے ہیں جن میں اس نے یہ اقرار کیا ہے اور ان الفاظ و آیات کا وہی مطلب بیان کیا اور آنحضرت کا منصب تشریح و تفسیر قرآن تسلیم کیا ہے اور حدیث کو تفسیر و تفصیل و تبیین قرآن اور آنحضرت کو حقانی مفسر تسلیم کیا ہے۔

پس واضح ہو۔ کہ چکڑالوی نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۱۰ سطر ماقبل آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مفسر ربانی حکیم حقانی کے خطاب سے یاد فرما کر (آیت سبع مثانی و قرآن عظیم کی تفسیر میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ پھر صفحہ ۱۴ میں آیت یعلمھم الکتٰب والحکمۃ کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ رسول تمہیں کتاب یعنی قرآن مجید اور الحکمۃ یعنی اوس کی سمجھ اور مطالب سکھاتا ہے یہ صاف و صریح چکڑالوی کا اقرار ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف الفاظ قرآن کا ابلاغ کرتے بلکہ اس کے ساتھ اس کے معانی و مطالب بھی سکھاتے اس اقرار چکڑالوی کو پڑھکر اتباع چکڑالوی اس کی پیروی نہ چھوڑیں۔ تو خدا تعالے انکو چھوڑے۔ پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۳۰ جانب آخر سے چوتھی سطر میں آنحضرت کو مفسر حقانی حکیم ربانی کے القاب سے یاد کرکے آپ سے ایک حدیث کو قرآن کی تفسیر میں نقل کیا ہے پھر اسکے صفحہ ۸۳ میں حدیث کو قرآن کی حکمت اور سمجھ کہا ہے۔ جس کی اصل عبارت بصفحہ ۳۳۱ نقل ہو چکی ہے

* ان معنوں سے بھی ہمارے بیان سابق کی تائید ہوتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

پھر صفحہ ۱۱ میں حدیث کو حکمت اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مفسر حقانی قرآن کہا ہے۔ اس صفحہ کی عبارت بھی صفحہ ۳۳ میں نقل ہو چکی ہے پھر صفحہ ۱۱۲ میں حدیث کو قرآن کی حکمت اور آنحضرت کو مفسر حقانی کہا ہے اس کی عبارت بھی صفحہ ۳۳ میں نقل ہو چکی ہے پھر صفحہ ۱۶۶ میں آیت اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ نقل کر کے اس کا وہی ترجمہ کیا ہے جسکو اب غلط ترجمہ بتاتا ہے یعنی آنحضرت کی اطاعت کو اور ہر قسم کی حکومت کی اطاعت کو واجب کہا ہے پھر صفحہ ۲۵۹ سطر ۴ جانب اخیر میں حضرت مسیح کے متعلق ایک حدیث نبوی نقل کر کے اسکو قرآن کی تفسیر کہا ہے پھر صفحہ ۲۸۱ سطر ۱۰ میں حضرت مسیح کے متعلق گیارہ بیان پیشگوئیان نقل کر کے انکو تفسیر حقانی اور قرآن کی تبیین و تفصیل کہا ہے پھر صفحہ ۲۸۲ سطر ۱۱ میں ایک حدیث کو تفصیل قرآن کہا ہے پھر صفحہ ۳۱۸ سطر آخیر میں سنت کو کتاب اللہ کی تفسیر و تبیین و تفصیل کہا ہے پھر صفحہ ۳۴۱ سطر اخیر میں حدیث کو کتاب اللہ کی تبیین و تفصیل کہا ہے۔ ان مقامات کی اصل عبارات ہم نقل کریں تو ایک طومار بن جائے۔ ناظرین یہ الفاظ جو ہمنے نقل کئے ہیں ان مقامات محولہ میں دیکھ لیں اور انصاف سے کہیں۔ کہ ان اعترافات کے برخلاف چکڑالوی کا اب یہ کہنا کہ آنحضرت کو صرف ابلاغ الفاظ قرآن کا منصب عطا ہوا تھا اور تفسیر و تفصیل مطالب معانی قرآن کا منصب نہیں دیگیا اور قرآن میں آپکی نسبت تفصیل کرنے کا لفظ نہیں بولا گیا۔ جو الفاظ بیان تعلیم آپ کی نسبت کہے گئے ہیں ان سے آپکا منصب تفصیل و تفسیر ثابت نہیں ہوتا۔ یہ طرفہ دروغگوئی نہیں تو پھر دنیا میں دروغ گوئی کس چیز کا نام ہے اور اس طرفہ پر طرہ یہ کہ مباحثہ میں چکڑالوی سوال اول کے جواب میں جو دعا مان چکا اور بصفحہ (۴) کہہ چکا ہے کہ جن آیات کتاب اللہ میں رسول اللہ صلعم خود ہی اشد محتاج ہے تعلیم علی کے انہیں تمام لوگ عموماً و خصوصاً قیامت تک اشد محتاج ہوتے ہیں حدیث غریب کے جس طرح اشد محتاج حضور ہی رسول اللہ صلعم تعلیم عمل کے تھے پھر سوال دوم کے جواب میں بصفحہ ۵ کہہ چکا ہے کہ حدیث صحیح سے مراد قول یا فعل یا تقریر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو آپنے کسی مسئلہ قرآنیہ کے متعلق کیا یا کہا یا کسی کے لئے کو ثابت رکھا اور یہ تمام امور قرآن کے ترجمہ یا تشریح تک

محدود ہیں۔ ان اقوال مین چکڑالوی نے حدیث نبوی کو قرآن کی تشریح مان لیا ہے اور عام لوگوں کو حتے کہ رسول مقبول کو عملی تعلیم میں احکام قرآن کی تشریح میں حدیث قولی و فعلی کا محتاج ٹہرایا ہے۔ اور اب آنحضرت کے منصب تفصیل و تشریح سے انکار کیا جاتا ہے اور احادیث نبویہ کی پیروی کو کفر و شرک اور طاغوت کی پیروی بتایا جاتا ہے۔ اس سے بڑھکر دلیری و دروغگوئی دنیا میں اور کیا ہوگی۔

نوین آیت جس پر غلطی سے نمبر ۱۰ لگایا ہے فتوے میں اس مضمون کی ہے۔ کہ جو لوگ خدا اور اس کے رسولوں کے ماننے میں فرق کرتے ہیں اور یون کہتے ہیں۔ کہ ہم خدا کو تو مانینگے مگر رسولوں کو نہ مانینگے وہ پکے کافر ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابًا مُّھِیْنًا (نساء ع ۱۰)

اس کا جواب چکڑالوی نے کوئی نہیں دیا۔ صرف ملحدانہ تعریف و تصرف سے اس کا ترجمہ بدل دیا ہے۔ جس میں رسولوں کا ترجمہ رسالت سے کیا ہے۔ پھر رسالت سے قرآن مراد بتایا ہے۔ یہاں اصل ترجمہ چکڑالوی کا نقل کیا جاتا ہے جس سے ناظرین کو اس کا ملحدانہ تصرف معلوم ہو۔ وہ اس کا ترجمہ ان الفاظ سے کرتا ہے۔ جو لوگ اللہ یعنی اس کے رسول کی رسالت کا انکار کرتے ہیں اور جو لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسولون کی رسالت میں فرق کرین یعنے کتاب کو جدا اور رسالت رسول کو جدا سمجھتے ہیں اور جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم قرآن مجید کے کچھ حصہ کو مانتے ہیں اور کچھ نہیں مانتے الخ۔

الجواب

اس ملحدانہ تصرف کا یہی جواب ہے۔ کہ ظاہر الفاظ قرآن کو چھوڑ کر من گھڑت معنی مراد ٹھرانا کفر و الحاد ہے اور یہ فرقہ باطنیہ کا شیوہ ہے جو اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں **شرح عقاید اور فقہ اکبر** میں ہے۔

النصوص من الکتب والسنۃ تحمل علی ظواھرھا مالم یصرف عنھا مانع قطعی والعدول الی معان یدعیھا الملاحدۃ الباطنیۃ زندقۃ (شرح عقائد وشرح فقہ اکبر)

کہ قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے الفاظ سے انکے ظاہری معنے مراد لئے جائینگے۔ جبتک کہ کوئی قوی مانع ظاہر سے نہ روکے اور جو معنی خلاف ظاہر ملحدین باطنی مراد بتاتے ہیں وہ چھپا کفر ہے"

باطنی ملحدوں کے اس قسم کے معنی جو آیات نماز و زکوۃ و حج کے وہ مراد بتاتے ہیں۔ ان کی تفصیل اشاعۃ السنۃ جلد ۶ نمبر ۱۳ میں بضمن فتوے علماے پنجاب و ہندوستان بحق مرزا قادیان بیان ہوئے ہیں۔ یہ اقوال فہمایش اہل اسلام نقل کئے گئے ہیں۔ چکڑالوی جو حدیث چھوڑ قرآن کو بھی نہیں مانتا چہ جاے اقوال علما۔ اسپر الزام قایم کرنے کے واسطے اس کا قول نقل کیا جاتا ہے۔ وہ اس آیت کا ترجمہ مباحثہ کے صفحہ میں ایسا کر چکا ہے جس میں رسل سے رسول نہ رسالت مراد بیان کر چکا ہے۔ وہ ترجمہ یہ ہے۔ کافر چاہتے ہیں کہ اللہ کی کلام میں اور اسکے رسولوں کی کلام میں فرق کریں ایسا کرنے سے یہ لوگ بڑے سخت پکے کافر ہیں۔ اس الزام کے علاوہ وہ چکڑالوی کو یہ بھی تھوڑا سا حیا و شرم کو کام میں لاکر سوچنا چاہئے۔ کہ جو ترجمہ اس نے آیت زیر بحث کا کیا ہے وہ کیونکر بن سکتا اور صحیح ہو سکتا ہے۔ یہ صاف اور کھلی بات ہے۔ کہ تفرقہ جسپر اس آیت میں وعید ہے ہمیشہ دو چیزوں میں ہوتا ہے نہ ایک چیز اور اس کے دوسرے نام یا تفسیر میں۔ پس اگر آیت زیر بحث میں خدا تعالے اور اسکے رسل سے ایک چیز ہی (قرآن و کتاب اللہ) مراد ہوتی۔ تو اس ایک چیز میں تفرقہ کرنے پر کفر کا حکم کیوں لگایا جاتا اور اس کے مابعد والی آیت میں اس ایک ہی چیز میں تفرقہ نہ کرنے والوں کو ثواب کا وعدہ کیوں دیا جاتا۔ نزول ان آیات کے وقت میں ایسے کون لوگ تھے جو اللہ تعالے اور اس کی کتاب کو جدا جدا سمجھتے تھے اور اس وجہ سے وہ بقول چکڑالوی سخت اور پکے کافر کہلائے۔ اور وہ کون لوگ تھے جنھوں نے خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کو ایک سمجھا اور اس وجہ سے خدا تعالیٰ نے انکو مومن کہا۔ ان دونوں آیتوں میں ان دونوں فریق کے حال کی حکایت ہے۔ لہذا ضروری امر ہے کہ نزول قرآن کے وقت دونوں فریق کے اشخاص موجود ہوں

مہندو

اور یہ جائز نہیں ہے۔ کہ آج کل کے لوگ ان آیات کے مصداق ہوں یعنی۔ چکڑالوی اور اس کے پیرو جو اللہ تعالےٰ کو اور اس کی کتاب کو یا رسالت کو جدا نہیں سمجھتے دوسری آیت کے مصداق اور مومن ہوں اور روئے زمین کے مسلمان جو اللہ تعالیٰ کو ایک ابدی و ازلی مستقل ذات سمجھتے ہیں اور اُسکے رسولوں کو جو خدا تعالےٰ کے اشرف مخلوق ہیں یا اُنکے کلام کو جو انسانی کلام ہے (گو اُس کا مضمون الہامی ہے) جدا سمجھتے ہیں پہلے آیت کے مصداق اور کافر ہوں کیونکہ اُن آیات میں موجودہ زمانہ نزول کی حکایت ہے۔ چنانچہ چکڑالوی نے اس کا ترجمہ حال کے صیغوں چاہتے ہیں اور جدا سمجھتے ہیں" سے کیا ہے۔ لہٰذا یہ ممکن نہیں کہ زمانہ آیندہ کے افراد اسکے مصداق ہوں پس اگر چکڑالوی زمانہ نزول کے وقت ان دونوں آیتوں کے مصداق پیدا نہ کر سکے اور اس کی مثال میں کسی شخص یا فرقے کا نام نہ لے سکے تو پھر شرم وحیا کو کام میں لاکر ان لے کہ اسکے من گھڑت معنی صرف اسکا الحاد اور محض زندقہ والحاد ہے اور آیت کے معنے صحیح وہی ہیں جو تمام مسلمان کرتے چلے آئے ہیں اور فتوے میں بیان ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہی معنے ایسے ہیں جنکے زمانہ نزول آیت میں مصداق موجود تھے۔ پہلی آیت قرآن کا مصداق تمام کفار تھے جو اللہ تعالےٰ اور اسکے رسولوں میں یوں فرق کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ کو تو مانتے تھے اور اُس کے رسولوں کو نہ مانتے تھے اور آیت دوم کے مصداق عام مومن مسلمان تھے جو اللہ اور اس کے رسولوں میں سے کسی ایک میں اس طور پر فرق کرتے کہ خدا تعالےٰ کو تو مانتے اور اسکے رسولوں میں سے کسیکو نہ مانتے۔ آیت دوم میں لفظ کا نفرق بین احد منھم یعنی ہم اُن میں سے ایک کو بھی نہ ماننے سے فرق نہیں کرتے ایسا شاہد ناطق اور دلیل قطعی ہے جس سے یقیناً ثابت ہوتا ہے۔ کہ لفظ رسل سے اس آیت میں خدا تعالیٰ یا اس کا کلام (قرآن کتاب اللہ) ہرگز مراد نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے تمام رسول مراد ہیں۔ جن میں سے ایک کو نہ ماننا بھی کفر اور ایمان کے برخلاف ہے اور اگر لفظ رسل سے مراد خدا تعالےٰ ہی کا کلام (قرآن) مراد ہوتا تو دوسری آیت میں لفظ مِنْھُمْ جمع مذکر جس کے واسطے کم سے کم بحکم اقل الجمع ثلثہ تین اشخاص کا ہونا ضروری ہے کیوں بولا جاتا ہے اور اس ضمیر کا مرجع کہاں اور کون ہے افسوس ہے مجھے بار بار

کہنا پڑتا ہے۔ کہ چکڑالوی بیعلم ہے اس کی بیعلمی اور مسایل صرف و نحو و عربیت سے ناواقفی اس کو اجتہاد سراسر الحاد پر جو اس آیت کے ترجمے میں اس سے سرزد ہوا ہے باعث ہوئی ہے۔ صرف و نحو میں تھوڑی سی واقفیت رکھنے والا بھی یہ جرات نہیں کر سکتا جو اس ترجمہ میں اس سے ہوئی ہے۔ یہی اجتہاد سراسر الحاد چکڑالوی نے آیت نمبر ۳۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ میں لفظ رسول کے ترجمہ میں کیا ہے چنانچہ صفحہ ۶۵ اس رسالہ میں رسول کا ترجمہ رسالت کیا ہے اور واو والرسول واو عطف بتا کر کہا ہے وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ کی تفسیر ہے۔ اس ترجمے کے الحاد ہونے پر وہی دلیل ہے۔ کہ رسول سے رسالت مراد لینا ظاہر کے خلاف ہے جسکا بلا مانع قوی ترک کرنا الحاد ہے اور اس الحاد کا بطلان و فساد معلوم کرنے کے لئے یہ بھی چکڑالوی کو سوچنا چاہئے۔ کہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ کا عطف تفسیر اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ہو کیونکر سکتا ہے۔ اور عطف تفسیر کسکو کہتے ہیں اور تفسیر کس کا نام ہے۔ کیا مسلمان صحابہ کرام جو اس آیت میں سب سے پہلے مخاطب ہیں یا اُس زمانے کے تمام مسلمان خواص و عوام جو خدا پر اور خدا کی کتاب پر ایمان لا کر یَا اَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا خطاب پائے ہیں اللہ تعالیٰ اور اُس کی کتاب کو نہ جانتے اور نہ مانتے تھے اور اَطِیْعُوا اللّٰہَ کے معنی ان پر مخفی یا مشتبہ تھے جس کے تفسیر کرنی اور کھولنے کی خدا تعالیٰ کو ضرورت ہوئی اور اس کی تفسیر کی اور وہ بھی ایسے الفاظ سے اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ جو اطیعوا اللہ سے بڑھکر نہیں جو تفسیر کے لئے ہونا چاہئے اور یہ ایک ضروری امر ہے بلکہ اطیعوا الرسول کا مضمون تو اطیعوا اللہ کے مضمون کی نسبت بہت کچھ خفا رکھتا ہے۔ تب ہی اور اسیواسطے چکڑالوی کو اسکی تفسیر کی ضرورت پڑی اور رسول سے اس نے رسالت مراد بتائی۔ اگر اطیعوا الرسول میں اطیعوا اللہ کی نسبت وضاحت ہوتی (جو تفسیر کے لئے ایک لازمی امر ہے) تو پھر چکڑالوی کو اُس کی تفسیر رسالت سے کیوں کرنی پڑتی۔ کیا دنیا میں کسی نے کبھی ایسی تفسیر بھی کی ہے جو مفسر کی نسبت خفی ہو اور اُس کی تفسیر پھر کرنی پڑے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اِس تفسیر رسالت سے صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ اطیعوا الرَّسُوْلَ کو اطیعوا اللہ کی تفسیر کہنا باطل ہے کیونکہ یہ لفظ پہلے لفظ سے معنی

مراد میں مخفی ہے اور ایسا مشتبہ جس کو مطلب در بطن شاعر کہا جا سکتا ہے اور اسی وجہ سے اسکا مفسر ہونا فاسد و باطل و ناممکن ہے۔ یہی اجتہاد سراسر الحاد چکڑالوی نے رسالہ کے صفحہ ۶۵ میں ترجمہ آیت ۴ و ۵ و ۶ میں کیا ہے۔ انمیں سے جو پہلی آیت میں ک ضمیر مخاطب سے جو آنحضرت کی طرف راجع ہے اور پانچوین آیت میں ضمیر یطاع سے جو رسول کیطرف راجع ہے رسالت مراد بتائی ہے۔ اس میں الحاد سابق سے بڑھکر الحاد کیا ہے ضمایر سے جو ذات اور شخص خاص کے لئے موضوع ہیں ان کے متعلقات رسالت و کتاب مراد لی ہے اور چھٹی آیت میں اپنے وہی سابق الحاد کیا رسول سے رسالت مراد ٹھراکر احمق و بے علم پیروؤں کو دہوکہ دیا۔

اس الحاد کے فساد و بطلان پر بھی بیان سابق کافی دلیل ہے علاوہ بران چھٹی آیت میں الحاد کے متعلق یہ کہنا ہی تیر بہدف ہے۔ کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ایک شرط و جزا ہے اور شرط و جزا کے مفہوم و مصداق میں مغائرت ہونا ضروری امر ہے اس ضرورت مغائرت سے صاف ثابت ہے کہ من یطع الرسول سے اطاعت رسول اُس اطاعت سے علاوہ و مغائر جو خدا کی اطاعت کیجاتی ہے مراد ہے اور اس جملہ شرطیہ سے مقصود خداوندی یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر قول و فعل و تقریر میں اطاعت کرے گا وہ خدا کی کتاب ہی کی اطاعت کرنیوالا قرار دیا جائیگا اور جس شخص نے اس رسول کی اطاعت سے اور خدا کے اُس حکم سے مُنہ پہیرا اوس سے خدا سمجھیگا اور اگر بقول چکڑالوی من یطع الرسول سے بھی خدا تعالیٰ اور اس کی کتاب کی پیروی مراد ٹھرائی جاے۔ تو اس جملہ شرطیہ کے معنے یہ ہونگے کہ جس نے خدا کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جو سراسر لغو و عبث مضمون ہے تعالیٰ اللہ عما یقولون الظالمون الملحدون علوا کبیرا۔

اِس تفصیل و تحقیق سے چکڑالوی کے جملہ الحادات کا فساد ظاہر ہوا اور ناظرین کو ثابت ہوگیا کہ یہ شخص آیات کتاب اللہ میں صرف الحاد کرتا ہے آیات قرآنیہ کو جو وجوب اتباع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر قطعی نصوص ہیں تحریف کرتا اور قرآن مجید سے کہیل کر رہا ہے۔

دسویں آیت (جسپر غلطی سے ۱۱ لگایا گیا ہے) فتوے میں اس مضمون کی ہے۔ کہ یہ رسول اپنی خواہش نفس سے کچھ نہیں بولتا جو کہتا ہے وحی سے کہتا ہے۔ اسکے جواب کا چکڑالوی نے صفحہ ۴۴ پر حوالہ دیا ہے اور صفحہ ۴۴ میں کہا ہے کہ اس آیت میں یہی مراد ہے کہ آیات قرآن مجید رسول اللہ اپنے ہوائے نفس سے نہیں کہتے ہیں بلکہ وحی سے کہتے ہیں۔ اس آیت میں عام نطق رسولی کو وحی نہیں کہا کیونکہ قرآن مجید میں ایسی باتیں بھی درج ہیں جو آپنے اپنے خیال و خواہش سے کہیں جیسا کہ دو چار مثالیں بطور نمونہ نقل ہو چکی ہیں لہذا اس آیت کا یہ ترجمہ کرنا کہ آپ جو کچھ دین میں کہتے ہیں خواہش نفس سے نہیں کہتے بالکل غلط ہے اور صحیح معنے یہ ہیں کہ آپ قرآن مجید اپنے پاس سے نہیں بناتے۔

الجواب

جو معنے اس آیت کے ہمنے بیان کئے ہیں اور عام مفسرین بیان کرتے چلے آئے ہیں یہی معنے چکڑالوی نے اپنی تفسیر اور دیگر تصانیف میں بیان کئے ہیں تفسیر کے صفحہ ۸۲ میں اس آیت کا ترجمہ باین الفاظ کیا ہے۔ یہ ہمارا رسول اپنی طرف سے ہمارے دین کے بارے میں فقط وہی کہتا ہے جسکے کہنے کے لئے بذریعہ وحی اسکو حکم ہوا ہے۔ اور صفحہ ۱۱۲ میں اس نے آنحضرت کی تفسیر آیت یؤمنون بالغیب کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا ہے اور وحی الہی قرار دیا ہے۔ اور رسالہ تراویح کے صفحہ ۵۹ سطر ۴ میں آنحضرت ایک قول متعلق تراویح کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا ہے۔ اور اس قول کو وحی الہی قرار دیا ہے اور طرفہ یہ۔ کہ مباحثہ کے صفحہ ۷ میں حدیث نبوی کو ترجمہ قرآن کہکر اور کلام خدا میں فرق کرنے والے کو کافر ٹھہرا کر حدیث نبوی کو اس آیت مصداق ٹھہرایا۔ اور وحی الہی قرار دیا۔ اب چکڑالوی کا اس معنے کو بالکل غلط کہنا کیونکر لائق قبول و اعتبار ہو سکتا ہے۔

اس معنی کے غلط ہونے پر جو اس نے دلیل پیش کی ہے کہ آنحضرت سے بعض باتیں خواہش نفس سے بھی سرزد ہوئی تھیں اسلئے ہر ایک بات کا خواہش نفس نہ ہونا صحیح نہیں ہو سکتا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ جو باتیں آپ سے خواہش نفس یا انسانی عقل سے سرزد ہوئی تھیں ان باتوں کو خدا تعالے یا خود آنحضرت نے بیان کر دیا ہے۔ اور ان کی نسبت بتایا گیا ہے کہ وہ باتیں لائق پیروی و اقتدا نہیں (جیسے آنحضرت صلعم نے ایک دفعہ انسانی عقل سے حکم دیا تھا کہ نر کھجور کا پھل مادہ کھجور پر

ہندو

نہ ڈالو۔ اور جب لوگوں نے اس حکم کی تعمیل کی تو کھجور کے پھل کی کمی ہوئی۔ تب آنحضرت نے صاف فرمایا کہ دنیا کے کام تم مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ میں جب دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اسکو قبول کرلیا کرو۔ ایسی باتوں کے علاوہ جس قدر اقوال وافعال وہدایات متعلقہ دین آنحضرت سے سرزد ہوئے ہیں اور انکو نہ تو خدا تعالےٰ نے منظور فرمایا اور نہ خود آنحضرت نے انکا خلاف ظاہر کیا۔ اُن سب کا وحی الٰہی ہوں بحکم آیت مذکورہ باقی وسلّم رہا۔ تمام مسلمان جانتے اور مانتے ہیں اور جب چکڑالوی مسلمان تو وہ بھی مانتا تھا اور اس مباحثہ میں بھی مان چکا ہے کہ آنحضرت کی تقریر (کوئی کچھ کہے یا بولے اور آنحضرت اسکو دیکھکر یا سنکر سکوت اختیار کریں) لایق سند وحجت ہے اور آنحضرت کے خاموش رہنے سے اس فعل یا قول کا صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو پھر خدا تعالےٰ کی تقریر آنحضرت کے قول یا فعل کو دیکھکر اسپر سکوت کرنا اور اسپر ناخوشی ظاہر نہ فرمانا کیوں شرعی حجت نہ ہوگا؟ اور کیا اُس سے ثابت اور متیقن نہ ہوگا؟ کہ وہ فعل یا قول بنوی اللہ تعالےٰ کے حکم اور اجازت ورضی سے وقوع میں آیا ہے؟ اور یہ بھی ایک قسم کی وحی ہے جسکو وحی تقریری کہا جاسکتا ہے۔ چکڑالوی اس بات کو اور اپنے سابق اعتراف کو اب نہیں مانتا کو ہم آنحضرت کے ہر ایک قول وفعل کا جسپر خدا تعالےٰ نے انکار کیا ہو نہ خود آنحضرت صلعم نے اس کا خلاف ظاہر کیا ہو خدا تعالیٰ کی وحی اور مرضی سے صادر ہونا صریح آیات قرآن سے ثابت کرتے ہیں۔

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (یونس رکوع ۶)

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔ اے رسول تو جس حال میں ہوتا ہے اور جو قرآن پڑھتا ہے اور تم سب لوگ جو کام کرتے ہو ہم حاضر وناظر ہوتے ہیں جب تم اس کام میں لگتے ہو اور تیرے رب سے کوئی چیز ذرہ برابر اور نہ اس سے چھوٹی بڑی آسمانوں اور زمین میں غائب ومخفی نہیں ہے۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہوا ہے تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

(وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا۔ سورۃ مریم ع ۲۴)

یعنے ایسا نہیں کہ تجھے بھول جاے اور تجھپر اپنی وحی نازل نہ کرے۔ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر تب نازل* ہوئی تہی جب نزول وحی میں کچھ دیر ہوگئی تہی۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ (سورہ آل عمران ع ۱۷)

خدا ایسا نہیں کہ مومنوں کو جس حال میں وہ ہوں یوں ہی چھوڑ دے اور ناپاکی (ناحق) کو پاک (حق سے) سے ممتاز نکرے۔ ان آیات سے صاف اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ کیا یا فرمایا وہ خدا تعالی نے سب کچھ جان لیا۔ آپ کا کوئی قول یا فعل نہ خدا تعالی پر مخفی رہا اور نہ خدا تعالی ان اقوال و افعال کی نسبت وحی بھیجنا اور حکم دینا بھول گیا۔ بلکہ از انجملہ جو قول یا فعل آپ سے بمقتضائے بشریت بطور سہو یا نسیان یا غلطی سرزد ہو اسکو فوراً دین سے علیحدہ کیا اور اس کی غلطی پر لوگوں کو آگاہ کر دیا اور جو کچھ باقی رہا وہ سب کا سب خدا کے نزدیک حق اور دین تہا۔ اور وہ خدا تعالے کے حکم اجازت اور رضا کے مطابق سرزد ہوا تھا اس میں آپ کی خواہش یا خطا یا وسوسہ شیطان کا کوئی دخل نہوا تھا اگر ہوتا تو خدا تعالے اسکو ضرور دین سے علیحدہ کرتا اور مسلمانوں کو یوں ہی بے تمیز و بے خبر نہ چھوڑتا اس سے بھی بڑھکر چکڑالوی پر ایک سخت الزامی حجت وہ آیت قرآن ہے۔ جس میں ارشاد ہے۔ کہ نبی کی

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (نور ع)

خواہش میں شیطان نے کچھ ملا دیا تو خدا تعالی نے شیطانی ملونی کو مٹا دیا۔

اس آیت کو چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۴۳ میں نقل کرکے اس سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ جسقدر ایسے خیالات اور آرزوئیں سہواً آپ کی زبان ظاہر ہوئے ہیں (جنکی تعداد اٹھارہ سے زیادہ نہیں کم ہو تو ہو) ان کو خدا تعالی نے منسوخ کرکے رسول اللہ کو ان سے پاک و مبرا کر دیا اور آپکی امت کو ایسی تمنا و خیال کی پیروی سے ہٹا کر خالص اپنی آیتوں کا متبع بنایا۔ ہم اس نتیجہ مستخرجہ چکڑالوی سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ جسقدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان وحی ترجمان سے یا فعل احکام دین

* نزل لما تاخر الوحی ایاما وقال النبی صلعم لجبریل ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا (جلالین ص ۳۵۶) رواہ البخاری عن ابن عباس کما فی

بذریعہ احادیث قولی وفعلی ظہور پذیر ہوئے اور اُن کی تعداد لاکہون سے کم نہیں زیادہ ہو تو ہو از انجملہ جن اقوال و افعال کو خدا تعالےٰ نے مٹا دیا ہے اور اُن کی پیروی سے امت کو ہٹا دیا ہے۔ صرف وہ اقوال تو خدا کی طرف سے اور اس کے حکم اور وحی اور مرضی سے نہ تہے باقی سب کے سب اقوال خدا تعالےٰ کی وحی سے اور حکم اور مرضی سے تہے اور افراد مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى مین داخل تہے تب ہی خدا تعالےٰ نے اُنکو نہ مٹایا اور ان کی پیروی سے امت کو نہ ہٹایا۔ اور اگر وہ اقوال خدا کی وحی سے نہ ہوتے۔ اور القاے شیطانی یا عقل انسانی سے سرزد ہوتے۔ تو خدا تعالےٰ ان کو بہی ضرور مٹاتا اور آپ کی امت کو اُنکی پیروی سے ہٹاتا اور خوب کھولکر اور صاف صاف الفاظ میں یہ حکم قرآن مین نازل فرماتا کہ وہ لاکھوں اقوال جو آنحضرت کی زبان سے سرزد ہوے اور ہوتے ہیں اور آیندہ زندگی بہر میں ہوتے رہینگے وہ سب کے سب القاے شیطانی ہیں یا نتیجہ عقل انسانی ان کی پیروی ہرگز نہ کرنا اور انکو ہماری وحی سے اور ہمارے احکام نہ سمجھنا۔ اور ایسا ہی خدا تعالےٰ آپکی ان افعال کی نسبت جنکا قرآن مین ذکر نہیں حکم نازل فرمایا اور جسوقت مین خدا تعالےٰ نے قرآن مجید مین آپکے اُن لاکھون اقوال و افعال کی نسبت ویسا حکم نازل نہین فرمایا۔ تو اس سے خدا تعالےٰ کے اس وعدے یا عادت معہودہ کے مطابق جو اس آیت میں بیان ہوئی ہے بجز اس کے اور کیا یقینی نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ اقوال و افعال القاے شیطانی یا نتیجہ عقل انسانی نہیں ہیں بلکہ سر بسر وحی رحمانی ہے۔ جس کا آیت زیر بحث میں ذکر و بیان ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی حجت قاہرہ و برہان ظاہرہ و باہرہ ہے جسکے نتیجے مذکورہ سے چکڑالوی کہیں بھاگ نہیں سکتا اور قیامت تک اس کا کوئی جواب اُس سے بن نہ سکیگا۔ اگر وہ کچھ شرم و حیا کا پابند رہا جیسے کہ ایک دانا نے کہا ہے ؎

آنانکہ چشم بر گل تحقیق وا کنند ۔۔۔ از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند

در مبحثے کہ غیر خموشی علاج نیست ۔۔۔ پر ہرزہ است تکیہ بچون و چرا کنند

اور اگر شرم و حیا کو اس نے بالاے طاق رکہدیا تو جو چاہے گا کہیگا۔ یہ بھی داناؤں کا مقولہ ہے ؎

بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔ جو اس حدیث نبوی کا ترجمہ ہے اذا لم تستحی فاصنع ما شئت۔

اس مدعا کی کہ آنحضرت کا ہر ایک قول و فعل و تقریر جو بسند صحیح آپ سے ثابت ہو وحی الٰہی ہے۔ اور فرادٰ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی میں داخل اور بہت سی آیات قرآن ہیں جن سے جملہ انبیا اور آنحضرت کی عصمت ثابت ہے۔ مگر اس حجت قاطع و برہان ساطع کے بعد جو چکڑالوی نے مسلمہ حجت ہے کسی دوسری دلیل کے بیان کرنے کی ضرورت و حاجت باقی نہیں رہتی اور اس آیت نے اس انکار کی ٹانگ توڑ دی وللہ الحمد و ازانجملہ گیارہویں آیت (جسپر غلطی سے ۱۲ لگایا گیا ہے) فتویٰ میں اس مضمون کے ہے کہ جو کچھ رسول تمکو دے لیلو اور جس سے روکے رک جاؤ۔ اسکا جواب چکڑالوی نے یہ دیا ہے کہ یہ خاص مال غنیمت کی نسبت حکم ہے۔ نہ عام حکم اور کہا ہے کہ لفظ ما جو اس آیت میں ہے گو عام ہے۔ مگر عام کی عمومیت ان چیزوں کی نسبت مراد نہیں لی جاسکتی جنکے مراد ہونے سے کوئی مانع ہو۔ جیسے آیت اُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ میں ماوراء سے عورت مشرکہ کافرہ مراد ہونے اور آیت مَا تَرَکَ میں لفظ ما سے مال امانت مراد ہونے اور آیت مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ میں لفظ ما سے شراب و خنزیر اہل کتاب مراد ہونے سے مانع قطعی دوسری آیات قرآن میں موجود ہیں۔

الجواب

اس آیت میں لفظ ما سے غنیمت کے علاوہ احکام نبوی کی مراد ہونے سے کوئی مانع نہیں ہے۔ جیسے آیت اُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِکُمْ میں لفظ ما سے عورت مشرکہ مراد ہونے سے آیت وَلَا تَنْکِحُوا الْمُشْرِکٰتِ حَتّٰی یُؤْمِنَّ (یعنی مشرکہ سے نکاح مت کرو قطعی مانع موجود ہے اور آیت مَا تَرَکَ میں لفظ ما سے مال امانت مراد ہونے سے آیت اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا یعنی خدا تعالیٰ تمکو حکم دیتا ہے کہ امانتیں انکے مالکوں کو ادا کرو۔ خود بضم نہ کر جاؤ قطعی مانع موجود ہے اور آیت مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ میں لفظ ما سے خنزیر و شراب اہل کتاب مراد ہونے سے آیات وَلَحْمَ الْخِنْزِیْرِ وَاِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ قطعی مانع موجود ہیں۔ ایسا کوئی مانع آیت مَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ

میں لفظ ما سے جملہ احکام نبوی مراد لینے سے موجود نہیں ہے۔ بلکہ برخلاف اس کے قرآن میں صدہا آیات (کہ از انجملہ چودہ آیات فتویٰ میں منقول ہوئے ہیں اور ان کے جواب میں جو چکڑالوی نے کہا ہے کہ اس کے ردّ و جواب میں اب قلم جاری ہے جس نے چکڑالوی کی زبان کو گنگ اور ٹانگ کو لنگ کر دیا ہے) ایسے دلائل قطعی ہیں جو آنحضرت کے ہر ایک حکم و قول کے اتباع کو ویسا ہی واجب کرتی ہیں جیسے احکام قرآن کے اتباع کو اور اسیوجہ سے اکابر صحابہ نے جو قرآن کے نزول کے وقت موجود تھے اور وہ قرائن حالیہ و مقالیہ و مواقع نزول آیات قران کا مشاہدہ کر رہے تھے اس ما کو جملہ احکام نبوی کی نسبت عام قرار دیا ہے۔ چنانچہ فتوے میں بصفحہ ۲۲۱ نمبر ۷ جلد ۱۹۔ اشاعۃ السنۃ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ آپنے کودنے والی بال چننے والی دانت باریک کرنیوالی عورتوں کی لعنت کو جو صرف حدیث نبوی میں وارد ہے خدا کی لعنت اور مما لعنت افعال مذکورہ حکم خدا قرار دیا ہے اور آیت وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ میں داخل کیا اسکے مقابلہ میں جو چکڑالوی نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے۔ کہ جس عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تہا کہ تیرا خاوند تجھپر حرام ہے۔ اس عورت نے آپ کے اس کہنے کو نہ مانا تہا اور اُلٹا آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ جیسا کہ پارہ ۲۸۔ رکوع (۱) میں مذکور ہے۔ اور اگر رسول کے ہر ایک حکم کی اطاعت فرض تھی تو کیون اس عورت پر خدا کیطرف سے جھڑکی نہ آئے"۔ یہ محض دروغ گوئی اور دہوکہ دہی ہے۔ اس دہوکہ دہی میں بہی چکڑالوی نے مرزا قادیانی اور نیچری علیگڈہ کو مات کر دیا ہے کہ اولاً نہ تو اس آیت میں وارد ہے نہ کسی حدیث صحیح سے یہ بات ثابت ہے کہ اس عورت کو آنحضرت نے یہ کہدیا تہا۔ کہ تیرا خاوند تجھپر حرام ہے۔ مفسرین نے یہ روایت بلا سند نقل کی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ دوسری روایت بہی نقل کی ہے۔ کہ آنحضرت نے اسکو یہ فرمایا تھا کہ تیرے معاملہ کی بابت مجھے خدا تعالےٰ کا کوئی حکم نہیں پہونچا اور چونکہ زمانہ جاہلیت میں یہ عام خیال و رواج تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کو والدہ کی پشت سے تشبیہ دے اس کی عورت اسپر حرام ہو جاتی ہے اس لئے وہ عورت گھبرائی اور بار بار اُس نے آنحضرت سے یہ شکایت کی جس کو

خدا تعالےٰ نے جھگڑا کہا ہے۔ ثانیاً بفرض تسلیم صحت روایت اول مفسرین) حکم عام وجوب اتباع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جو صدہا آیات قرآن سے ثابت ہوتا ہے خاص کر حکیم نبوی مستثنیٰ سمجھا جائیگا جس کو بقول چکڑالوی آنحضرت نے اپنی خواہش نفس سے کہا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس کو مٹا دیا۔ اور اس کی پیروی سے امت کو ہٹا دیا۔ ولیکن اس خاص حکم میں آنحضرت کی پیروی واجب نہ ہونے سے یہ نکالنا کہ آنحضرت کے ہر ایک حکم کی (گو اس حکم کو خدا تعالےٰ نے نہ مٹایا ہو اور اس کی پیروی سے امت کو نہ ہٹایا ہو) اطاعت فرض نہیں ورغ گوئی و دہوکہ دہی نہیں تو اور کیا ہے اور یہ قیاس مع الفارق بلکہ قیاس بمقابلہ ان نصوص قطعیہ کے (جن میں آنحضرت کی اطاعت کو فرض کیا گیا ہے) نہیں تو قیاس مع الفارق اور قیاس بمقابلہ نص کسی چیز کا نام اور شیطان نے جو بمقابلہ نص ابلیس دادم قیاس کیا تھا اس قیاس میں اور اس قیاس چکڑالوی میں کیا فرق ہے واز انجملہ بارہویں آیت جس پر غلطی سے نمبر ۳ لگایا گیا ہے فتویٰ میں اس مضمون کی ہے کہ جو لوگ حکم رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ عذاب سے ڈریں اس کا جواب چکڑالوی نے یہ دیا ہے کہ اس آیت میں امرہ کا ترجمہ حکم رسول غلط ہے۔ صحیح ترجمہ حکم خدا ہے اور امرہ کی ضمیر امر کی طرف راجع ہے جو پہلے مذکور ہے نہ رسول کی طرف۔

الجواب

آیت کے سیاق و سباق کی شہادت سے امرہ کا ترجمہ حکم رسول صحیح ثابت ہوتا ہے اور ضمیر کا مرجع لفظ رسول ہے جو اس ضمیر سے پہلے تین دفعہ مذکور ہوا ہے۔ اس آیت میں پہلے یہ بیان ہے۔ کہ مومن وہی ہیں جو آنحضرت کے ساتھ کسی قومی کام کے لئے جمع ہو کر بلا اجازت آپ کے نہیں چلے جاتے پھر فرمایا جو لوگ آپ کا اذن چاہتے ہیں وہی مومن ہیں پھر فرمایا جب وہ اذن چاہیں تو حکم رسول چاہے اذن دے پھر فرمایا مومنو! رسول کو ایسے طور پر نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ جو لوگ چپکے چپکے مجلس سے کھسک جاتے ہیں۔ اونکو خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ پھر ان لوگوں کے حق میں فرمایا کہ وہ لوگ رسول کا حکم خلاف کرنے سے (یعنی بلا اجازت کھسک

جانے سے) عذاب سے ڈرین یہ سباق صاف مقتضی ہے کہ امرہ کا ترجمہ حکم رسول صحیح ہے اور امرہ کی ضمیر رسول کی طرف راجع ہے اور اسی نظر سے تفسیر معالم اور فتح البیان میں اس آیت وہی معنی کئے ہیں جو فتوی میں بیان کئے ہیں پھر ان معنوں کو غلط کہنا کسی صاحب علم و شرم سے تو ممکن نہین اور جسکو نہ علم نہ شرم وہ جو چاہے سو کہے۔

وازانجملہ تیرھوین آیت (جسپر غلطی سے ۱۴ لگایا گیا ہے) فتوے مین اس مضمون کی ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول حکم دین تو مومنون کو اس کے ماننے نہ ماننے کا اختیار باقی نہین رہتا اس کا جواب چکڑالوی نے وہی دیا ہے جو آیت نمبر ۳ و ۴ وغیرہ کا جواب دیا ہے کہ اس میں رسول کی رسالت مراد ہے اور رسالت سے قرآن اور کہا ہے کہ اس آیت کا ترجمہ رسول حکم دے غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یہ ہے۔ کہ جو قرآن حکم دے اسکے ماننے یا نہ ماننے کا اختیار باقی نہین رہتا۔ اس کا جواب بھی وہی ہے جو آیات مذکورہ کے جواب کا جواب دیا گیا ہے کہ یہان رسول سے رسول مراد بتانا کفر و الحاد ہے اور آیت کے صحیح معنے یہی ہین کہ جو رسول حکم دے اسکے ماننے نہ ماننے کا اختیار باقی نہیں رہتا چکڑالوی نے اس آیت کے جواب میں ہنسی بھی کی ہے کہ خدا و رسول صلاح و مشورہ کرکے حکم دیتے ہین اور رسول سے رسالت مراد لینے کی ایک دلیل بیان کی ہے کہ رسول خدا کا وکیل تو نہیں ہوتا کہ جو حکم وہ دے خدا کو اس کا ساختہ پرداختہ منظور ہو۔ خدا نے رسول کو صاف ارشاد کیا ہے مَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ یعنے تو ان پر وکیل ہرگز نہین مقرر کیا گیا۔ اس مقام میں اس ہنسی کا اور اس کی دلیل جواب دیا جاتا ہے جس کا وعدہ صفحہ (۳۲۳) میں کیا گیا تھا ہنسی کا جواب تو یہ ہے کہ خدا تعالے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے صلاح مشورہ کرکے حکم دیا کرتا تھا۔ مگر اس کے رسول نے تو دین کا کوئی حکم خدا تعالے کی صلاح و مشورہ اور اس کی وحی اجازت کے بغیر نہین دیا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دین مین احکام قرآن کے علاوہ جب کسی حکم دینے کا موقعہ پیش آیا۔ آپنے وہ حکم خدا تعالے دریافت کیا اوسپر خدا تعالے نے بواسطہ وحی خفی حکم صادر فرمایا

اور وہی حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو سُنا دیا حاکم حقیقی (خدا تعالیٰ) اور محکوم (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم) میں یوں ہی صلاح و مشورہ ہوا کرتا تھا۔ اِس صلاح و مشورہ دلیل وہی آیات قرآن مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وغیرہ دلائل قطعی میں جنکا جواب الجواب دندان شکن چکڑالوی کو مل چکا ہے اور اس کا جواب باصواب قیامت تک وہ کچھ نہ دے سکیگا۔

اب رہا اس کی دلیل شعر خذلان و موجب تذلیل مستدل دلیل کا جواب سو یہ ہے۔

ے سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست۔ میاں چکڑالوی نہ تم عربی جانتے ہو نہ محاورات عرب سے واقف ہو۔ نہ قرآن سے تمکو مس ہے اور نہ علوم خوادم قرآن میں تمکو دخل و مہذا تم مجتہد مطلق بن بیٹھے اور اس اجتہاد میں وسیع میدان الحاد تک جا پہنچے ہو نہ تمکو لفظ رسول اور وکیل کے معنی معلوم ہیں اور نہ ان الفاظ کے متعلقات (صلات) کی تمکو کچھ خبر ہے۔ اسی وجہ سے تم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو صرف چٹھی رسان کی طرح قرآن کا پیغام رسان جانتے ہو اور آپ کے منصب تشریع احکام شرعی اور نیابت و خلافت الٰہی کے تم منکر ہو بیٹھے ہو۔ ذرا کتب لغت اور ادب عرب میں نظر رکھنے والوں سے پوچھکر یہ بات معلوم کرو کہ وکیل کے معنے گو ایک ایسے ہی ہیں جو بحز خدا تعالےٰ کسی میں پائے نہیں جاتے۔ مگر ایک معنے ایسے ہی ہیں جو معنی رسول کے قریب قریب ہیں اور وہ معنی رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں بلکہ ہر ایک وکیل مختار میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ان معنی ثانی کی نظر سے آنحضرت کو رسول کہنا وکیل کہنے کے برابر ہے خصوصاً اس حالت میں کہ آپکو رسول کہنے کے ساتھ خدا تعالےٰ نے منصب حکومت و استحقاق اطاعت و اختیار تشریع احکام حلال و حرام و اجازت امر و نہی و تبیین و تفسیر وحی جلی سب کچھ عطا کر دیا ہے اور آپکے نطق و بیان کو اپنی وحی قرار دیا ہے چنانچہ خوب لسط و تفصیل سے یہ منصب آپکا ثابت کر دیا گیا ہے۔ جس کا جواب باصواب تا قیامت تم سے ادا نہو سکیگا۔ باین ہمہ عطا و اصطفا پھر جو آپ کی نسبت قرآن مجید میں کہا گیا ہے۔ کہ آپ وکیل نہیں ہیں۔ تو اُس کے معنے یہ نہیں کہ

آپ خدا کی طرف سے اور خدا تعالیٰ کے وکیل نہین ہین اور آپکو تشریع احکام حلال و حرام کا اختیار نہین۔ اگر اس لفظ وکیل سے یہ معنی مراد ہوتے۔ تو آپ کے حق میں یہ الفاظ فرمائے جاتے لست لنا بوکیل (یعنے تو ہمارا وکیل نہیں) یا یہ الفاظ ارشاد ہوتے لست منا بوکیل یعنی تو ہماری طرف سے وکیل بلکہ اس کے معنے تو وہ پہلے معنی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں یعنے لوگونکا کارساز یا اُن کی ہدایت کا ذمہ وار اور اُنپر داروغہ و جبار نہیں اَن معنی لفظ وکیل کی نظر سے اس آیت کے معنے یہ ہوئے کہ لوگون کی ہدایت کا کام ہمنے تیرے سپرد نہین کیا اور اُن کے نہ ماننے کا تو جواب دہ نہوگا اور تجھسے اس امر کا جواب طلب نہ کیا جائیگا۔ کہ تونے انکو کیون فرمانبردار نہ بنایا اور کیون کفر سے نہ ہٹایا اور کیون راہ راست پر نہ پہنچایا یہ کام خاص ہمارا ہے۔ تیرا کام تو صرف ڈرا دینا اور احکام الٰہی کا سنا دینا ہے۔ یہ معنے اِس لفظ وکیل کے جس کی آپ سے نفی کی گئی ہے خود اس آیت سے جسکا ایک ٹکڑا چکڑالوی نے نقل کیا ہے اس کے لفظ عَلَیْھِمْ سے بآسانی سمجھ مین آسکتے ہیں۔ مگر بشرطیکہ کچھ سمجھ ہو اور الفاظ عربی علی اور ل اور من کے معنے سے کچھ خبر ہو اور اس معنی کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نفی ہونے کی مبین اور مفسر قرآن ہیں اور بہت سی آیات موجود ہین مگر جبکہ کوئی سننے اور دیکھنے اور سمجھنے والا ہو ؎ اگر در خانہ کسی است حرفی بس است۔ اور یہان تو آیات قرآن اور محاورات عرب اکثرت کے ساتھ اس معنی منفی کی تشریح کر رہے ہین پس اولاً ہم کتب لغت و محاورات عرب سے لفظ وکیل کے وہ معنی جنمین پہلے معنے اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں اور ان ہی معنی سے وکیل کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت میں نفی کی گئی ہے اور دوسرے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں پائے جاتے ہیں اور اِن معنی کی نظر سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا وکیل کہنا صحیح ہے بیان کرتے ہیں۔ پھر کتب لغت کی تائید مین آیات قرآن نقل کی جائینگی۔ قاموس میں ہے وکل باللہ یکل وتوکل علیہ واوکل واتکل استسلم الیہ ووکل الیہ الامر وکلاً ووکولاً سلمہ وترکہ یعنی جب خدا تعالیٰ کی نسبت لفظ وکل

Digitized by Khilafat Library Rabwah.

توکل - اوکل - اتکل بولتے ہین تو اسکے معنے یہ ہوتے ہین کہ سب کچھ خدا تعالی کو سونپنا اور اوس کی فرمانبرداری کی اور اسکو کارساز بنالیا اور جب کسی انسان کی نسبت کہتے ہین کہ اسکو وکیل کیا - تو اس کے معنے یہ ہوتے ہین کہ وہ کام اس کو سپرد کیا اور اس کے اختیار مین چھوڑا - اِس عبارت سے صاف ثابت ہے - کہ وکیل بمعنے اول خدا تعالی سے مخصوص ہے اور بمعنی ثانی رسول وغیرہ انسانون پر بولا جاتا ہے - یہی دوسرے معنی قاموس میں ارسال و رسالت کے کئے ہین جو رسول میں پائے جاتے ہین چنانچہ کہا ہے الارسال التسلیط والاطلاق والاھمال التوجیہ والاسم الرسالۃ یعنی ارسال کسی چیز یا شخص کو باوجود خود صاحب قدرت وطاقت ہونے کے کسی کام مین لگانا اور مطلق اختیار دینا اور اوسپر اسکو چھوڑنا اور متوجہ کرنا - اسی محاورہ سے لفظ رسالت ہے منتھی الارب میں ہے - وکل باللہ وکلا بالفتح تکیہ نمود بہ خدا و اعتراف کرد بعجز خود وکل الیہ الامر وکلا و وکولا کار بروگذاشت و سپرد بو - اس عبارت میں پہلے معنے وکیل کو خدا کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور دوسرے معنے کو عام اور یہی دوسرے معنے منتھی الارب میں ارسال کئے گئے ہیں جو انبیاء مین پائے جاتے ہیں چنانچہ صفحہ ۹۵۰ میں کہا ہے ارسل فلان بسیار شیر گردید و صاحب گلہ باشد و نیز ارسال برگماشتن و فرو گزاشتن بخود و رہا کردن و فرستادن بہ پیغام - صراح مین ہے - توکیل وکیل گردانیدن و گزاشتن کار بکسے توکل اعتراف بعجز و اعتماد بر غیر خود کردن - توکلت علی فلان امری ای اعتمدت - اس مین وکالت کے وہ معنے جو خدا تعالی سے مخصوص ہیں ملے پر رکھے ہیں اور معنی وکالت بمعنی رسالت کو بمنزل اول پر اور ارسال کے معنے یہ بیان کئے ہیں - ارسال فرستادن پیغام - رسالت پیغام پیرسل رسول فرستادہ - ان عبارات و محاورات سے بخوبی واضح ہوا کہ لفظ وکیل بمعنے کارساز و عاجز نواز خدا تعالی سے مخصوص ہے اور بمعنی کارندہ و گماشتہ بندگان خدا کو بھی کہا جاتا ہے اور اس معنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خدا تعالی کے وکیل ہیں - اب بیان کتب لغت کی تائید میں آیات قرآن نقل کی جاتی ہین - جنسے صاف ثابت ہے کہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وکیل ہونے۔ کی بمعنے اول جو خدا تعالےٰ سے مخصوص ہیں نفی کی ہے نہ بمعنی ثانی جو تمام بندگان خدا مختاران عدالت وغیرہ سب میں پائی جاتے ہیں۔ جس آیت کا منکر ہوا چکڑالوی نے نقل کیا ہے اس کو پورا مضمون یہ ہے۔

إِنَّا أَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِلنَّاسِ فَمَنِ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَن ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۖ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ (زمر ع ۱۴)

کہ ہم نے تیری طرف کتاب لوگوں کے (رہنمائی کے) لئے حق کے ساتھ بھیجی ہے پھر جس نے راہ پائی اپنی جان کے لئے اور جو بہک گیا اوس کا وبال اُسی پر پڑیگا۔ تو اُن کی ہدایت کا وکیل (ذمہ دار) بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ یعنی تجھسے جواب طلب نہ کیا جائے گا۔ کہ کیوں وہ راہ پر نہ آئے اس مضمون کی ایک اور آیت ہے جس میں ارشاد ہے۔ کہ جو لوگ تجھے چھوڑ اپنے کارساز و مالک دوسروں کو

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ اللَّهُ حَفِيظٌ عَلَيْهِمْ وَمَا أَنتَ عَلَيْهِم بِوَكِيلٍ (شوریٰ ع ۱)

بناتے ہیں ان کا خدا تعالیٰ خود نگران اعمال ہے اور تو ان پر وکیل (محافظ و ذمہ دار) نہیں یعنی تجھسے سوال نہ ہوگا کہ وہ کیوں خدا تعالےٰ سے منحرف ہے۔ اسی مضمون کی ایک اور آیت ہے جسمیں ارشاد ہے۔ شاید تیرا دل اسپر خزانہ کیوں نہیں اوترا۔ تو تو صرف ڈرانیوالا ہے ہر چیز کا کارساز تو خدا تعالیٰ ہے یعنے تیرا یہ کام نہیں کہ جو کچھ وہ چاہیں وہی انکو بہم پہنچا دے۔ اسی مضمون کی ایک اور آیت ہے جس میں ارشاد ہے۔ کہ تیری قوم اس قرآن کو جھٹلاتی ہے حالانکہ وہ حق ہے۔ تو کہدے میں تم پر وکیل نہیں ہوں یعنے میرا یہ کام نہیں کہ تمکو جھٹلانے سے روک لوں۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے تو اُسپر داروغہ نہیں ہے۔ جو منہ پھیر لیگا اور کافر ہوگا اسکو خدا تعالیٰ خود بڑا دکھ دیگا۔

فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا أَنتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ (ھود ع ۲)

وَكَذَّبَ بِهِ قَوْمُكَ وَهُوَ الْحَقُّ ۚ قُل لَّسْتُ عَلَيْكُم بِوَكِيلٍ (انعام ع ۸)

لَسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ إِلَّا مَن تَوَلَّىٰ وَكَفَرَ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ (غاشیہ)

ان آیات نے صاف فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ جن آیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا گیا ہے کہ آپ وکیل نہیں انمیں یہ مراد ہے۔ کہ آپ بندوں کی ہدایت کے مالک و خود مختار ذمہ دار نہیں ہیں ان آیات میں یہ مراد ہرگز نہیں کہ آپ خدا تعالیٰ کیطرف سے تشریع احکام حلال و حرام کے مختار اور وکیل نہیں۔ اس منے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وکیل ہونے کے نفی کرنے سے چکڑالوی نے مسلمانوں کو دھوکا دیا ہے۔ اور خدا تعالیٰ پر افترا کیا ہے۔ ایسی باتیں قرآن سے نکالکر وہ کتاب اللہ کی آیات سے ہنسی کر رہا ہے اور جاہلوں کو آیات کے غلط معنی سنا کر گمراہ کرتا ہے۔ اور واقعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کیطرف سے وکیل۔ نائب۔ خلیفہ و رسول سب کچھ تھے اور آپکا ساختہ پرداختہ خدا تعالیٰ منظور ہے اور کیوں نہ ہو آپ دین میں اپنی طرف سے کچھ بھی نہیں کہتے تھے۔ بلکہ آپ جو فرماتے تھے خدا تعالیٰ کے حکم سے مرضی سے اجازت سے وحی سے کہتے

چودھویں آیت (جس پر غلطی سے نمبر ۱۵ لگایا گیا ہے) اور اس فتوے کی آخری آیت ہے اس مضمون کی ہے۔ کہ اُن لوگوں پر خدا کی رحمت ہے جو رسول نبی امی کی پیروی کرتے ہیں

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ	وہ نبی جس کا ذکر توریت و انجیل میں پاتے ہیں
مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ	اور اونکو نیک کاموں کا حکم دیتا ہے۔ بری
بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَیُحِلُّ لَهُمُ	باتوں سے روکتا ہے ستھری چیزیں اُن کیلئے
الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ	حلال کرتا ہے خبیث چیزیں اون پر حرام کرتا ہے
عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ فَالَّذِیْنَ	اونکے بوجھ اوتارتا ہے انکی طوق دور کرتا ہے جو لوگ
اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ	ایمان لائے اونہوں نے آپ کی عزت کی اور
اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (الاعراف ۱۹)	آپ کو مدد دی اور اُس نور کی جو اس کے

ساتھ اونا گیا ہے (یعنی قرآن و حدیث) پیروی کی ہے چھکا اب اگلے ہمیں اس آیت میں چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی تعریف و توصیف چند ایسی صفات سے ہوئی ہے

جو رسالت یا قرآن کی صفات بن نہیں سکتی جیسے آپ کا نبی ہونا۔ امی ہونا وغیرہ وغیرہ لہذا چکڑالوی نے رسول کی تاویل رسالت سے نہیں کی۔ اور ناچار مجبور ہو کر آپ کی ذات مقدس ہی مراد بتائی مگر اس شرارت سے پھر بھی نہ رہ سکا کہ آپ کے حکم امر نہی وغیرہ کو احکام کتاب اللہ سے مخصوص کر دیا اور ترجمہ آیت میں از خود یہ بڑھا دیا کہ جو آپ کتاب اللہ کے مطابق حکم دیتے ہیں وہ مومن مان لیتے ہیں اور جو صریح الفاظ آیت سے آپکا منصب تشریع احکام ثابت ہوتا ہے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ محمد عربی کو اللہ تعالے نے وکیل بنا کر دنیا میں نہیں بھیجا تھا بلکہ صرف رسول۔ بس آپکا صرف یہ منصب تھا کہ آپ خدا کے فرمودہ امر و نہی اور حلال و حرام مذکورہ قرآن لوگوں کو پہنچا دیں یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک۔

الجواب

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا خدا کی طرف سے وکیل و مختار ہو کر آنا ابھی ایسا ثابت کیا گیا ہے جسمیں چکڑالوی کو دم مارنے کی مجال اور جگہ نہیں اب اسکو لازم ہے۔ کہ وہ اس آیت کو اسکے ظاہری الفاظ اور ان الفاظ کے حقیقی معانی سے مان لے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب تشریع احکام حلال و حرام کو تسلیم کرلے اور اس آیت کے جو غلط معنی اُس نے کئے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی احکام حلال و حرام جو قرآن میں مذکور ہیں لوگوں کو پہنچائے تھے نہ امت کے ساتھ واپس لے لے۔ آنحضرت صلعم کا احکام مذکورہ قرآن پہنچا نا تو تمام اہل اسلام مسلم ہے۔ اس کے ذکر و بیان و ثبوت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ علاوہ بران ایسے احکام بھی آپ نے پہنچائے ہیں۔ جنکا قرآن میں ذکر نہیں رجیسے گدھے کے وغیرہ کی حرمت) اور آیت بلغ ما انزل الیک من ربک ان احکام کو بھی شامل ہے۔ اور لفظ ما انزل عام ہے جس میں احکام علاوہ از قرآن جو بذریعہ وحی خفی خدا کی طرف سے نازل ہوتے تھی داخل ہیں۔ اور اس بات کا چکڑالوی اپنی تفسیر میں اقرار کر چکا ہے چنانچہ اصل عبارت تفسیر ۳۳۲ میں نقل ہو چکی ہے لہذا اب اس کا ما انزل کو قرآن مجید سے مخصوص

کرنا اور احکام حدیث بنوی علاوہ از احکام قرآن کو اس سے خارج کرنا تحریف والحاد و زندقہ (چھپا ارتداد) نہین تو اور کیا ہے

امر ششم کے متعلق جو اصل **الزام چکڑالوی** پر قائم کیا گیا اور صفحہ ۲۵۶ مین منقول ہے۔ اسکے اُٹھانے اور مٹانے کے لئے چکڑالوی نے صحابہ کے ذریعہ پچھلے لوگون کو قرآن پہنچنے کے انکار کی تائید مین چند آیات قرآن پیش کی ہین۔ جن سے وہ الزام رفع نہیں ہو سکتا اور یہ امر ثبوت کو نہین پہنچتا کہ پچھلے لوگون تک قرآن صحابہ کے ذریعہ نہین پہنچا۔ از انجملہ چار آیتین ایسی پیش کی ہین جن مین قرآن مجید کو صرف کتاب کہا گیا ہے۔ ان آیات کو نقل کرکے اُن سے چکڑالوی نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جس حال مین قرآن مجید لکھا لکھایا کتاب کی صورت میں بنا بنایا آنحضرت کے وقت موجود تھا تو پھر صحابہ کا اس مین کیا دخل ہے۔ چنانچہ صفحہ ۴، رسالہ مین وہ لکھتا ہے۔ کہ اسی طرح اور کئی مقامات مین قرآن مجید کو کتاب کہا گیا ہے۔ اگر زمانہ رسول صلعم مین قرآن مجید کتاب کی صورت مین نہین تھا۔ بلکہ لوگون کی زبانون و نتشر اوراق و پراگندہ ہڈیون اور پتون پر ہی تھا تو اسکو اللہ تعالے کا کتاب فرمانا جھوٹ اور خلاف واقعہ ٹھریگا معاذ اللہ۔ کتاب زبان عرب مین مکتوب یعنی لکھی ہوئی اور جمع کی ہوئی چیز کو کہتے ہین (دیکھو منتھی الارب) پس لفظ کتاب ہی ظاہر کرتا ہے۔ کہ قرآن مجید رسول اللہ کے زمانہ ہی مین لکھا گیا تھا اور جمع ہو گیا تھا۔

الجواب

چکڑالوی نے جو کچھ کہا ہے محض جھوٹ کہا ہے اور اس سے بھی اس کا مدعا و نتیجہ ثابت نہین ہو سکتا۔

اس کی جھوٹ و دروغ گوئی کا بیان

یہ بات نہ تو منتھی الارب مین لکھی ہے اور نہ کسی اور کتاب لغت عربی مین ہے کہ کتاب وہی کہلاتی